از رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی قدس سرہٗ

## تیسری فصل، مسئلہ سماع (قوالی) کے بیان میں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**سماع** کا لفظی معنی تو سُننا ہوتا ہے خواہ جس چیز کا بھی ہو، مگر عرف میں اس سے مراد قوالی کا مخصوص انداز میں سُننا ہے۔ اور یہاں پر ہمارا مقصد سماع کے بارے میں حکم شرعی کا بیان کرنا ہے۔ سماع کے بارے میں مختصر الفاظ میں حکم شرعی یہ ہے کہ سماع یعنی قوالی کا سننا نہ تو مطلقاً بغیر کسی شرط و قید کے جائز ہے اور نہ ہی مطلقاً ممنوع و ناجائز، بلکہ اس کے جواز کے لیے کچھ شرائط و قیود ہیں جن کی رعایت اور پابندی کیے بغیر یہ شرعاً ناجائز ہے۔ خوب کہا گیا ہے۔

سماع اے برادر بگویم کہ چیست
مگر مستمع را بدانم کہ کیست

یعنی سماع کا حکم شرعی تو اس وقت بیان ہوگا جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے سامعین کس قسم کے ہیں۔

تو اگر قوالی کا سماع صاحبِ حال ہو جس کا نفس مرچکا ہو، خواہشیں مردہ

ہو چکی ہوں، یعنی فی الواقع ایسا ہی ہو صرف ظاہری نام ہی نہ ہو تو اس کے لیے مع دوسری شرائط کے لحاظ کے جائز ہوگا۔ اور اگر سامع ایک عام آدمی ہو، نفس کا مرنا تو درکنار جس کے لیے سالہا سال کی محنت و ریاضت درکار ہوتی ہے۔ یہ تو فرض نماز پنجگانہ کا بھی پابند نہ ہو، صورت و شکل بھی طریقہ و سنتِ نبوی کے خلاف ہو۔ جو کہ ظاہراً فسق ہے، تو ایسے یا ایسوں کے لیے اس لیے ناجائز رہے گی کہ یہ تو خواہش کا بندہ ہے، اور نفس اس کا حاکم یا ڈرائیور ہے۔ وہ جو حکم دے گا یا جسمانی گاڑی کا سٹیرنگ جدھر چاہے گا پھیر دے گا۔ اب یہاں پر تو صرف غلط خیالات ہی اُبھریں گے۔ معرفت و روحانیت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو وہاں ہو جہاں پر نفسانیت پہلے ختم ہو چکی اور نفس مردہ ہو چکا ہو اور بہت سے اولیاء کاملین نے باوجود قوالی کے جواز کے شرائط کے تحقق کے بھی قوالی کے سماع سے اجتناب ہی فرمایا ہے مگر تحقق شرائط جواز کی صورت میں دوسروں پر اعتراض نہیں کیا، حضرت سید الطائفہ شاہِ نقشبند نے فرمایا:

؎ نہ ایں کار مے کنم نہ انکار مے کنم

سماع و قوالی کے بارے میں علامہ محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھ لیجئے۔

قلتُ وفی التاترخانیۃ عن العیون ان کان السّماع سماع القُرآنِ والموعظۃ یجوز وان کان سماع غنا فھو حرامٌ باجماع العلماء، ومَنْ اباحہٗ من الصُّوفیّۃ فلِمَنْ تخلی عن اللھو وتحلّٰی بالتقوٰی واحتاج الٰی ذٰلک احتیاج المریض الٰی الدواء ولہٗ شرائط ستّۃ ان لا یکون فیھم اُمْرد، وان تکون جماعتھم من جنسھم وان تکون نیّۃ القوّال الاخلاص، اُخذ الاجر والطعام



وان لا یجتمعوا لاجل طعام او فتوح وان لا قیوموا الا مغلوبین، وان لا یظھرُوا وجداً الّا صادقین، والحاصل، انہٗ لا رُخصۃ فی السّماع فی زماننا، لان الجُنید رحمۃ اللہ تعالٰی۔ تاب عن السّماع فی زمانہٖ وانظر ما فی فتاوٰی الخیریّۃ۔ [1]

## شامی کی عبارت کا ترجمہ

فتاویٰ تاتر خانیہ میں کتاب العیونؔ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر سماع قرآن، یا وعظ نصیحت کا ہو تو (بلاشبہ) جائز ہے اور اگر سماع گانے اور قوالی کا ہو تو علماء کا اس پر اجماع ہے کہ یہ حرام ہے اور صوفیا میں سے جس نے اس کو جائز قرار دیا ہے تو وہ (کھلم کھلا عام لوگوں کے لیے نہیں بلکہ) صرف ان حضرات کے لیے جو لھوؔ، کھیل، شغل اور نفسانیت سے خالی ہوں اور ظاہری و باطنی لحاظ سے متقی و پرہیزگار ہوں، اور وہ صاحبِ حال ہونے کی حیثیت سے سماع کے اس طرح محتاج ہوں۔ روحانیت کی ترقی کے لیے، جس طرح کہ بیمار دوا کا محتاج ہوتا ہے۔ اور اس قوالی سننے کے لیے جائز ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں:۔

(۱) اس محفل میں کوئی قریب البلوغت اَن ڈاڑھی لڑکا نہ ہو،

(۲) سب کے سب حاضرین و سامعین اصحابِ حال و روحانیت ہوں (کوئی بھی ان میں عام آدمی، بے نمازی، ڈاڑھی مُنڈا یا کترا، فاسق نہ ہو)

(۳) قوال، کی نیت اخلاص ہو، اُجرت، فیس، بیلوں کا لینا نہ ہو بلکہ کھانے تک کا حاصل کرنا بھی نہ ہو۔

---

[1] ردالمختار، المعروف بہ فتاویٰ شامی، جلد ۵ کتاب الحظر والاباحۃ ص ۲۴۶

(۴) کسی کھانے یا آمدن کی غرض سے یہ لوگ اکٹھے نہ ہوئے ہوں۔
(۵) کوئی بھی ان لوگوں میں سے اُس وقت تک کھڑا نہ ہو جب تک فی الواقع مغلوب الحال نہ ہو (یعنی نمائشی و بناوٹی طور پر ایسا نہ کیا جائے)
(۶) وجد کا اظہار صرف اس صورت میں کریں جب کہ اس میں بالکل سچے ہوں (بناوٹ و تصنع و نمائش کا ہرگز اس میں کوئی دخل نہ ہو) علامہ شامی ان شرائط کے لکھنے کے بعد فیصلہ لکھتے ہیں) حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں سماع و قوالی کے سننے کی بالکل اجازت نہیں ہے کیونکہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں سماع سے توبہ کر لی تھی۔"

تو کہاں حضرت جنید کا زمانہ اور کہاں یہ زمانہ کہ اُس زمانے میں تو پاکی و اخلاص، نیکی نسبتاً زیادہ تھی اور ہمارا یہ دَور تو محض فسق و فجور و نفسانیت کا دَور ہے۔

اب میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کا قوالی کے بارے میں بالکل صاف فتویٰ پیش کرتا ہوں تاکہ کسی کو چون و چرا کی گنجائش ہی نہ رہے۔ تو اگر کوئی حق کا طالب ہے اور اعلیٰ حضرت کا صحیح معتقد اور ان کے علم و فضل پر معتمد، تو اس کو فوراً اپنے مخالفانہ خیالات سے رجوع کر لینا چاہیے۔ اب یہاں پر اعلحضرت سے نیچے کے مولوی صاحبان کے کلام کی یہاں کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی اس کو زیر نظر لانا چاہیے کہ یہ لوگ اتنا علم و فضل نہیں رکھتے۔ چاہے علامہ کہلاتے ہوں کہ آج کل تو علاموں کی بھرمار ہے۔ بہر حال اعلحضرت بریلوی کا فتویٰ ایک تو اعلحضرت کا فتویٰ ہے اور پھر مدلل و مبرھن بھی، تو لیجیے حضرات اپنے محبوب قائد، مفتیٔ اعظم، فقیہہ العصر، محدثِ اہل سُنّت، صاحبِ طریقت، اعلحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ پڑھیے۔ حق گوئی کی داد دیجیے اور پورا پورا عمل کیجیے۔



**سوال** :- ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

بعالی خدمت امام اہلسنت، مجدد دین و ملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا، بعد نماز مغرب کے ایک میرے دوست نے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے میں چلا گیا وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقے سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول و سارنگی بج رہی ہے اور چند قوال بیرانِ پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں، یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں، کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے، اور یہ حاضرینِ جلسہ گناہ گار ہوئے یا نہیں، اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟"

**الجواب** : ایسی قوالی حرام ہے، حاضرین سب گناہ گار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں، اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اُس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پہ سے گناہ کی کچھ کمی آئے، یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو، نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ، اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ، اور سب حاضرین کے برابر جُدا، اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ، اور قوالوں کے برابر جُدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، اُن کے لیے اس گناہ کا سامان پھیلایا، اور قوالوں نے اُنہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سنتے، تو حاضرین اس گناہ میں کیوں

پڑتے، اس لیے ان سب کا گناہ اُن دونوں پر ہوا، پھر قوالوں کے
اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر
آتے بجاتے، لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔"

کما قالوا فی سائلٍ قویٍّ ذی مرّۃٍ سویٍّ ان الآخذ
والمعطی آثمان لانہم لولم یعطوا لما فعلوا فکان العطاء
ھو الباعثُ لھم علی الاسترسال فی التکدی والسوال
وھٰذا کلہٗ ظاھرٌ علٰی مَن عرف القواعد الکریمۃ
الشرعیّۃ وباللہ التوفیق۔"

ترجمہ: جیسے کہا ہے فقہا نے اس مسائل کے بارہ میں جو
طاقتور تندرست ہو کہ ایسا خیرات لینے والا اور ایسے کو دینے والا،
دونوں گناہ گار ہوں، کیونکہ دینے والے اگر نہ دیں تو وہ بھی یہ گداگری
کا مذموم کاروبار نہ کریں، پس اِن کی عطا اُن کی گداگری کا باعث
بنی، اور یہ سب قواعد شرعیہ جاننے والے پر ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ
کے ساتھ ہی ہے توفیق۔" (عربی عبارت بالا کا ترجمہ ختم ہوا)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

من دعا الیٰ ھُدًی کان لہٗ مِنَ الاجر مثلُ
اُجورِ مَن تبعہٗ لا ینقصُ ذٰلک من اُجورھم شیئًا
ومن دعا الیٰ ضلالۃٍ کان علیہ مِن الاثمِ
مثلُ آثام مَن تبعہٗ لا ینقص ذٰلک مِن آثامھم
شیئًا۔" (رواہ الائمۃ احمد ومسلم، والاربعۃ عن
ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

ترجمہ حدیث نبوی: جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے
اس کا اتباع کریں اُن سب کے برابر ثواب پائے اور اس سے اُن



کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے، اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے
جتنے اُس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے
ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے گی۔

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں، ازاں جملہ اجل واعلیٰ
حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں: ——

لیکوننَّ فی اُمّتی اقوامٌ یستحلّون الفرج والحریر والخمر والمعازف
(حدیثٌ صحیحٌ جلیلٌ متصلٌ، وقد اخرجہٗ ایضًا احمد،
وابوداؤد، وابن ماجہ، والاسمٰعیلی، وابونعیم باسانید
صحیحۃٍ لا مطعن فیھا، وصحّحہٗ جماعۃٌ آخرون من
الائمۃ کما قالہٗ بعض الحفّاظ قالہٗ الامام ابن حجر
فی کفّ الرّعاء۔)

ترجمہ: ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال
ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا، اور ریشمی کپڑوں اور شراب
اور باجوں کو ——"

بعض جُہّال بدمست، یا نیم مُلّا شہوت پرست، یا جھوٹے صوفی یا بدبخت[1]
کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقع، یا متشابہ پیش کرتے
ہیں۔ انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین
کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ، واجب الترک ہے، پھر کہاں قول
کہاں حکایت فعل (کہ قول میں سب کے لیے تصحیح ہو گی بخلاف فعل کے کہ

[1] جن کے ہاتھوں میں ہوا ہے مطلب یہ ہے کہ ایسے صوفیوں اور پیروں کو کچھ بھی حاصل
نہیں ہوتا یعنی معرفت اور روحانیت بالکل خالی اور کورے ہی رہتے ہیں۔" (مولف)

اس میں تخصیص وغیرہ کا بھی احتمال ہوتا ہے) پھر کجا محرم (حرام قرار دینے والی حدیث و دلیل) کجا مُبیح (مباح و جائز بتانے والی) (کہ بوقت تعارضِ ادلہ حرمت کو اباحت و جواز پر ترجیح ہوگی) ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح، مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے[1] کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے، اقرار (گناہ) لاتے یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں، اپنے لیے حرام کو حلال بنالیں (کیونکہ حرام کو حلال جاننا تو کفر ہے صرف گناہ ہی نہیں) پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا اکابر سلسلۂ عالیہ چشتیہ قدست اسرارھم کے سر دھرتے ہیں، نہ خدا سے خوف، نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں، حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم و عنا بہم، فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں :۔ "مزامیر حرام است۔" (سازوں کا استعمال حرام ہے) مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ "کشف القناع عن اُصول السماع" تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرمایا کہ :——

[1] جو اس قسم کی محافل کے انعقاد کا انتظام کرتے ہیں یا جو مولوی صاحبان اپنی اور اپنے مدرسہ کی آمدن کے لیے ایسی خلاف شرع، حرام و ناجائز مجلسوں کو جائز ثابت کرنے کے لیے اپنا پورا زور لگاتے ہیں اور وہاں پر ان کو اعلیٰحضرت بریلوی، حضور غوث پاک، حضرت داتا صاحب، امام غزالی، خواجہ محبوب الٰہی وغیرہم سب کے سب بھول جاتے ہیں کیونکہ بقول اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ ہوس پرستی نے ان کو اندھا جو کر رکھا ہے ::



اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبری اللہ عن ھٰذہ التُّہمۃ وھو مجرّد صوتِ القوال مع الاشعار المُشعِرۃ مِن کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ۔"

ترجمہ : ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر (سازوں) کے بہتان سے بری ہے، وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعتِ الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔"

لِلّٰہ انصاف! اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل کے مدعیانِ خامکار کی تہمتِ بے بنیاد، ظاہرۃ الفساد، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پُرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب "سیر الاولیاء" میں فرماتے ہیں :——

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہٗ العزیز می فرمود کہ چند ایں چیزے باید تا سماع مباح شود، مسمع (۲) مُستمع (۳) ومسموع، (۴) وآلۂ سماع مُسمِع یعنی گوینده مرد تمام باشد، کودک نباشد، وعورت نباشد، مستمع، آنکہ می شنود از یادِ حق خالی نباشد، ومسموع آنچہ بگویند، فحش و مسخرگی نباشد، وآلہ سماع مزامیر است چوں چنگ ورباب و مثل آں، می باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال است۔"

ترجمہ :۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز فرماتے تھے کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہوگا کچھ شرطیں سنانے والے میں، کچھ سننے والے میں، کچھ اُس کلام میں جو سنائی جائے، کچھ آلۂ سماع میں یعنی[1] سنانے والا کامل مرد ہو چھوٹا لڑکا نہ ہو، اور عورت نہ ہو، سننے[2] والا یادِ خدا سے غافل نہ ہو، اور[3] جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخر از

اندازکی نہ ہو، اور آلات سماع یعنی مزامیر جیسے سارنگی، اور رباب وغیرہ چاہیے کہ ان چیزوں میں سے کوئی موجود نہ ہو، اس طرح کا سماع حلال ہے ——"

**مسلمانو!** یہ فتوئی ہے سرور وسردار سلسلۂ عالیہ چشت حضرت سلطان اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے۔

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے :——

یکے بخدمتِ حضرت سلطان المشائخؒ عرض داشت کہ دریں روزہا بعضے از درویشان آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نکردہ اند آنچہ نامشروع است ناپسندیدہ است، بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند بایشان گفتند کہ شما چہ کردید، دراں مجمع مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید، و رقص کردید، ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر است یانہ، حضرت سلطان المشائخؒ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست، ایں سخن در ہما معصیتہا بیاید،

ترجمہ :- ایک آدمی نے حضرت سلطان المشائخؒ کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ و رباب اور دیگر مزامیر (ساز) سے، رقص کیا۔ فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا جو چیز شرع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے، اس کے بعد ایک نے کہا جب یہ جماعت اس مقام سے باہر آئی، لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا، وہاں تو مزامیر تھے تم نے سماع کس طرح سُنا اور رقص کیا، انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں، سلطان المشائخؒ نے فرمایا یہ جواب کچھ



نہیں، اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔"

**مسلمانو!** کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہیں (مزامیر یعنی گانے کے ساز) اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی، کیا مُسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے، شراب پیئے اور کہدے کہ شدّتِ استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی، زنا کرے اور کہدے کہ غلبۂ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جُزوا (بیوی) ہے یا بے گانی۔"

اسی کتاب (سیر الاولیاء) میں ہے کہ :——

حضرت سلطان المشائخؒ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد، و دریں باب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام را سہو افتد مرد تسبیح اعلام کند و زن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنودن پس پشت دست برکف دست زند و کفِ دست برکفِ دست نزند، کہ آں بلہوے ماند، تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است، پس در سماع بطریق اولیٰ کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است، پس در سماعِ مزامیر بطریق اولیٰ منع است، ایں باختصار ——۔

ترجمہ : حضرت المشائخؒ نے فرمایا میں نے منع کر رکھا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرمات درمیان نہ ہوں، اور اس بات میں آپ نے بہت مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا اگر امام نماز میں بھول جائے مرد تو سبحان اللہ، کہہ کر امام کو مطلع کرے اور عورت سبحان اللہ نہ کہے کیونکہ اُس کو اپنی آواز سنانا نہ چاہیے، بس ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر نہ مارے کہ اس طرح یہ کھیل ہوگا۔ بلکہ ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے۔ جب یہاں تک لہو لعب کی چیزوں اور اُن کی طرح

چیزوں سے پرہیز آئی ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ منع ہیں۔[1]

**مسلمانو!** جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں، وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت، لِلّٰہ انصاف، کیسا ضبط بے ربط ہے۔ اللہ اتباعِ شیطان سے بچائے۔ اور ان سچے محبوبانِ خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے، آمین اِلٰہ الحق آمین، بجاہہم عندک آمین والحمد للہ رب العلمین۔"[2]

**حضرات!** یہ فتویٰ ہر لحاظ سے بالکل مکمل اور صاف و واضح ہے اب رہا عمل تو وہ تو اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب خواہش نفسانی کو یکسر چھوڑ دیا جائے اور اگر اپنی خواہش کے تحت ایک راستہ متعین کر دیا جائے پھر اس کے لیے دلائل ڈھونڈے جائیں اور صحیح دلائل میں تاویلیں کی جائیں تو یہ اتباعِ شریعت تو نہ ہوا بلکہ اتباعِ نفس ہوا (اعاذنا اللہ مِن ذٰلک)

**تشریح:** حضرت سلطان المشائخ کا جو کلام اوپر مذکور ہوا اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ نماز کے اندر بھی اگر ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر ماری جائے تو یہ لہو کے مشابہ ہے اس سے پرہیز چاہیے اور سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ منع ہیں، معلوم ہوا کہ حضرت سلطان المشائخ کے نزدیک مزامیر اور سازوں کا استعمال لہو و لعب میں داخل ہے اور یہ ساز آلاتِ لہو ہیں، اب بعض دیگر حضرات کا یہ کہنا کہ قوالی میں جو

[1] اس فتویٰ میں ہر عبارت کا ترجمہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا اپنا لکھا ہوا ہے اور وہی یہاں نقل کیا گیا ہے [2] احکام شریعت، مصنفہ اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، از صفحہ ۶۰ تا صفحہ ۶۵ ؛



ساز استعمال کیے جاتے ہیں وہ بطور لہو کے نہیں بلکہ روحانیت و معرفت میں ترقی کے لیے ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ کے کلام کے خلاف ہے ظاہر ہے کہ یہ نیچے کے چشتی حضرت سلطان المشائخ کے مقام و پرواز کو کہاں پہنچ سکتے ہیں ان کو تو اگر معرفت کی ضرورت ہے تو ان کا اتباع کریں جو اسی طریقے کے مسلم شیخ المشائخ ہیں۔

**لہو:** کی تشریح کے سلسلے میں کچھ باتیں مزید پڑھ لیجئے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۔[1]

**ترجمہ:** اور انسانوں ہی میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کلام دلفریب خرید کر لاتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے علم کے بغیر بھٹکا دے۔ اور اسی راستے کی دعوت کو مذاق میں اڑا دے ایسے لوگوں کے لیے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

**تفسیر: لهو الحدیث:** یعنی ایسی بات جو آدمی کو اپنے اندر مشغول کر کے ہر دوسری چیز سے غافل کر دے۔ لغت کے اعتبار سے تو ان الفاظ میں کوئی ذم کا پہلو نہیں ہے لیکن استعمال میں ان کا اطلاق بری اور فضول اور بیہودہ باتوں پر ہی ہوتا ہے۔ مثلاً گپ، خرافات، ہنسی مذاق، داستانیں، افسانے، ناول، گانا بجانا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں، حضرت عبداللہ بن مسعود سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں لہو الحدیث سے کیا مراد ہے۔ انہوں نے تین مرتبہ زور دے کر فرمایا ھو واللہ الغناء۔ خدا کی

[1] سورہ لقمان آیت ۶ ؛

قسم اس سے مراد گانا ہے[1] اس سے ملتے جلتے اقوال حضرت عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، حسن بصری اور مکحول سے مروی ہیں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، اور ترمذی نے حضرت ابو اُمامہ باہلی کی روایت نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یحل بیع المغنیات ولا شراؤهن ولا التجارة فیهن ولا اثمانهن۔ یعنی گانے والی عورتوں کا بیچنا اور خریدنا اور ان کی تجارت کرنا حلال نہیں ہے اور نہ ان کی قیمت لینا حلال ہے۔

ایک دوسری روایت میں آخری فقرے کے الفاظ یہ ہیں: اکل ثمنهن حرام۔ یعنی ان کی قیمت کھانا حرام ہے۔

ایک اور روایت انہی ابو اُمامہ سے ان الفاظ میں منقول ہے کہ لا یحل تعلیم المغنیات ولا بیعهن ولا شرارهن وثمنهن حرام۔ یعنی لونڈیوں کو گانے بجانے کی تعلیم دینا اور ان کی خرید و فروخت کرنا حلال نہیں ہے اور ان کی قیمت حرام ہے۔

ان تینوں حدیثوں میں یہ صراحت بھی ہے کہ آیت من یشتری لهو الحدیث۔ انہی (گانے والیوں) کے بارے نازل ہوئی ہے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی "احکام القرآن" میں حضرت عبداللہ بن مبارک اور امام مالک کے حوالہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من جلس الی قینة یسمع منها صُبّ فی اُذنیه الآنك یوم القیمة۔ یعنی جو شخص گانے والی لونڈی کی مجلس میں بیٹھ کر اس کا گانا سُنے گا قیامت کے روز اس کے کان میں پگھلا ہوا

[1] ابن جریر، ابن ابی شیبہ، حاکم، بیہقی۔



سیسہ ڈالا جائے گا۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ اُس زمانے میں گانے بجانے کی "ثقافت" تمامتر، بلکہ کلیۃً لونڈیوں کی بدولت زندہ تھی، آزاد عورتیں اُس وقت تک "آرٹسٹ" نہ بنی تھیں، اسی لیے حضور نے مغنیات (گانے والی لونڈیوں) کی بیع و شراء (خرید و فروخت) کا ذکر فرمایا اور ان کی فیس کو قیمت کے لفظ سے تعبیر کیا اور گانے والی خاتون کے لیے "قینہ" کا لفظ استعمال کیا، جو عربی زبان میں لونڈی کے لیے بولا جاتا ہے۔ تو گانا "لهو الحدیث" اور تالی کی صورت بھی لہو ہے، اور مزامیر و ساز تو بطریق اولیٰ (لهو) وممنوع ہیں۔ جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ "تالی بجانا" اصل میں کفار کا فعل تھا، فرمایا:۔

وما کان صلاتهم عند البیت الا مکاءً وتصدیة[1] اور بیت اللہ کے پاس ان کفار کی نماز تو سیٹیاں اور تالیاں بجانا تھی۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تالیاں بجانا فعل کفار تھا یوں تالیاں بجانے میں مشابہت بالکفار ہے اور یہ فعل لہو میں یقیناً داخل ہے، اب رہا یہ کہنا کہ ہم یہ سب کچھ لہو کے لیے نہیں بلکہ روحانیت کو پروان چڑھانے کے لیے کرتے ہیں تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ لہو اور عدم لہو کا فیصلہ نفسانیت اور عدم نفسانیت کی بنا پر ہے یعنی اگر کسی کا نفس مر چکا ہے تو اس کے لیے وہ لہو کی بنا پر نہیں ہوگا اور یہاں پر تمام حاضرین مجمع قوالی کے نفوس کا مردہ ہو جانا اور موتوا قبل ان تموتوا کے مصداق ہونا ظاہراً باطل ہے۔

[1] سورہ انفال پارہ ۹ رکوع ۳۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ایسی صورت میں بظاہر صورۃً شرع شریف کا خلاف رہے گا۔ بہر حال مجمع عوام میں سازوں کے ساتھ قوالی کرنا اور سننا یقیناً "لہو الحدیث" ہے اور شرعاً حرام اور بلاشک و شبہ حرام ہے کہ جس پر علماء مذہب کا اتفاق ہے۔

مفتی اعظم علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ "بہار شریعت" میں فرماتے ہیں :——

**مسئلہ** : ناچنا، تالی بجانا، ستار، ایک تارہ، دوتارہ، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا اسی طرح دوسرے قسم کے باجے سب ناجائز ہیں (ردالمختار)

**مسئلہ** : متصوفہ زمانہ (جعلی و نقلی پیر و صوفی) کہ مزامیر کے قوالی سنتے ہیں اور کبھی اچھلتے کودتے اور ناچنے لگتے ہیں۔ اس قسم کا گانا بجانا حرام ہے، ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے۔ مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے کہ اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے ایسا شعر پڑھ دیا جو ان کے حال و کیف کے موافق ہے، تو ان پر کیفیت و رقت طاری ہو گئی اور بے خود ہو کر کھڑے ہو گئے اور اس حال و رفتگی میں ان سے حرکاتِ غیر اختیاریہ صادر ہوئے اس میں کوئی حرج نہیں مشائخ و بزرگانِ دین کے احوال اور اِن متصوفہ (جعلی و نقلی پیروں و صوفیوں) کے حال و قال میں زمین و آسمان کا فرق ہے، یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، جن میں فساق، و فجار، کا اجتماع ہوتا ہے، نا اہلوں کا مجمع ہوتا ہے، گانیوالوں میں اکثر بے شرع (ڈاڑھی منڈے یا کترے وغیرہ) ہوتے ہیں، تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں اور خوب اچھلتے کودتے ناچتے تھرکتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں، ان حرکات کو صوفیۂ کرام کے احوال سے کیا نسبت، یہاں پر سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیاری تھیں ——



(عالمگیری) [1]

فتاویٰ عالمگیری کی اصل عبارت عربی یہ ہے :-

قال رحمۃ اللہ تعالیٰ السّماع والقول والرّقص الذی یفعلہ المتصوّفۃ فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیہ والجلوس علیہ والغناء والمزامیر سواء [2] الخ

اور فتاویٰ شامی میں دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ

ومن یستحل الرّقص قالوا بکفرہ المراد بہ التمائل والخفض والرفع بحرکات لوزونۃ کما یفعلہ بعض من ینتسب الی التصوّف وقد نقل فی لبزازیۃ عن القرطبی اجماع الائمۃ علی حرمۃ ھٰذا الغناء وضرب القضیب والرّقص الخ [3] یعنی جو آدمی رقص کو حلال جانے تو فقہاء نے اس کو کافر بتایا ہے اور بعض نے کافر نہیں بلکہ فاسق کہا ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں امام قرطبی سے نقل کر کے لکھا ہے کہ تمام اماموں کا اس پر اجماع ہے کہ یہ گانا، ساز کا بجانا رقص کرنا حرام ہے۔

فتاویٰ کے حوالہ سے درمختار نے ایک اور مقام پر یہ حدیث نبوی نقل کی ہے کہ :——

استماع صوت الملاھی معصیۃ والجلوس علیھا فسق والتلذذ بھا کفر [4] یعنی سازوں کی آواز کا سننا گناہ ہے،

[1] بہار شریعت حصہ ۱۶ صہ ۱۳۱ [2] فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ کتاب الکراہیۃ الباب السابع عشر فی الغناء واللھوا الخ صہ ۳۵۲۔
[3] ردالمختار ۲۷۳ جلد ۳ باب المرتد کے آخر میں اور باب البغاۃ سے کچھ ہی پہلے [4] ردالمختار، کتاب الکراہیۃ صہ ۲۴۶ ؛

اور ایسی مجلس میں بیٹھنا جہاں ساز بجائے جا رہے ہوں فسق ہے اور سازوں کی آوازوں سے لذّت لینا کفر ہے۔

**تشریح:** یعنی کفرانِ نعمت ہے کہ کانوں کو جس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا تھا اس لیے ان کو اس کے خلاف مقصد و کام میں لگا دیا ہے۔

اور بحر الرائق جلد ۸ صہ ۱۸۸ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی میں لکھا ہے کہ

ودلت المسئلۃ علی ان الملاھی کلھا حرام۔ الخ یعنی ساز سب کے سب حرام ہیں۔

اس کے علاوہ کچھ وہ کلام جو اوپر مذکور ہوا ہے وہ بھی بحر الرائق کے اس مقام پر لکھا ہے اور مسند امام احمد بن حنبل میں ہے "السماع حرام"[1] یعنی "قوالی حرام ہے۔"

**تشریح:** یعنی جبکہ اس میں جواز کے شرائط نہ پائے جائیں۔

قوالی کی محفل میں بعض فاسق قوالوں کی تعظیم کی جاتی ہے، حالانکہ حضرت عبد اللہ بن مبارک مشہور محدث اور صاحبِ ریاضت و مجاہدہ جو کہ امام اعظم کے شاگرد خاص تھے کو بعد از وفات خواب میں دیکھا گیا تو حال دریافت کیا گیا آپ نے جواباً کہا کہ تیس سال ہو گئے ہیں کہ رب تعالیٰ نے مجھے ایک فاسق کی تعظیم کرنے کی وجہ سے اس کی یاداشت میں کھڑا کر رکھا ہے[2]

اور قرآن کریم کی ایک دوسری آیت لا یشھدون الزّور، میں امام ابو حنیفہ اور مجاہد اور محمد بن حنیفہ وغیرہ نے زُور کی تفسیر غناء (گانے بجانے) سے کی ہے۔ تو آیتِ قرآنی کا مفہوم یہ ہوا کہ گانے بجانے کی محفلوں میں اللہ کے ایمان دار بندے نہیں جایا کرتے۔" اور حضرت ابن عباس

---

[1] حدیث نبوی [2] در مختار ؛



سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے اور طبلہ اور سارنگی کو حرام کہا ہے[1]

**مسئلہ:** فقہاء کرام مثل درمختار و شامی وغیرہ نے لکھا ہے کہ جس دعوت میں گانا بجانا ہو وہاں نہیں جانا چاہیے۔ یوں ہی بحر الرائق میں بھی ہے ـــــ۔"

اخبار الاخبار میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے خواجہ نظام الدین اولیاء کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: شریعت میں قوالی وغیرہ اور مزامیر کی کوئی اجازت نہیں۔[2]

امام غزالی نے احیاء العلوم میں اور خواجہ شہاب الدین سہروردی نے "عُوارف المعارف" میں مزامیر کو حرام لکھا ہے،

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ "سماع کی بہتر صورت سماع کلام الٰہی ہے۔"

مزید فرمایا کہ سماع (قوالی) کی محفل میں عام لوگ نہ ہوں اور قوالی سننے والے متبع شریعت ہوں۔ پابند صوم و صلوٰۃ ہوں۔ دل میں دنیاوی خیالات جاگزیں نہ ہوں اور طبیعت لہو و لعب کی طرف مائل نہ ہو، قوالی کی نہ تعریف کرے اور نہ مذمت۔

حضرت امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں، قاضی ابو الطیب طبری نے امام شافعی، امام مالک، امام اعظم اور سفیان ثوری اور دوسرے بہت علماء سے ایسے الفاظ نقل کیے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب (حضرات) راگ کی حرمت کے قائل تھے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے

---

[1] رواہ الامام احمد، وابو داؤد، وابن حبان۔

[2] ترجمہ اخبار الاخبار صہ ۱۳ ؛

کتاب آداب القضاء میں فرمایا ہے کہ گانا ایک بُرا کھیل ہے باطل کی طرح کا جو شخص اس کا مرتکب زیادہ ہو وہ بیوقوف ہے اس کی گواہی نہ مانی جائے۔ اور حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے کہ جب لونڈی کا مالک لوگوں کو اس کے گیت سننے کے لیے جمع کرے تو وہ سفلہ ہے اس کی گواہی نہ مانی جائے گی.

اور یہ بھی انہیں سے منقول ہے کہ آپ لکڑی وغیرہ سے گت لگانی بڑی جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ زندیقوں (بے دینوں) کی ایجاد کی ہوئی ہے، تاکہ اس کے باعث قرآن سے غافل ہو جائیں، اور امام شافعی یہ بھی فرماتے ہیں کہ نرد (شیر بکری والا کھیل) سے کھیلنا زیادہ مکروہ ہے بہ نسبت دوسرے کھیلوں کے، اور میں شطرنج سے کھیلنا پسند نہیں کرتا، اور جن چیزوں سے لوگ کھیلتے ہیں میں سب کو مکروہ جانتا ہوں کیونکہ کھیلنا دین اور مروت کے خلاف ہے، اور امام مالک نے راگ سے منع فرمایا اور فتویٰ دیا کہ جب کوئی لونڈی خریدے اور معلوم ہو کہ یہ گانے والی ہے تو خریدار کو جائز ہے کہ اس کو واپس کر دے اور یہی مذہب تمام اہل مدینہ منورہ کا ہے، اور امام ابو حنیفہ ان ملاھی یعنی کھیل اور گانے کی چیزوں سب کو بُرا جانتے تھے اور راگ سُننے کو منع فرماتے تھے، اور امام احمد بن حنبل راگ و گانے کو بُرا جانتے تھے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے مزید فرمایا ہے کہ جن عوارض سے گانا حرام ہو جاتا ہے وہ پانچ ہیں.

(۱) گانے والی عورت یا بے ڈاڑھی لڑکا ہو کہ اس میں فتنہ کا خوف ہے.

(۲) آلات سماع مزامیر، ساز، اور تار کے باجے وغیرہ ہوں.

(۳) اشعار میں خرابی ہو مثلاً فحش، بیہودگی، خدا اور رسول کے خلاف یا صحابہ کرام کے خلاف باتیں جیسے رافضی اصحاب مصطفٰے کے خلاف بنالیا کرتے



ہیں، یا کسی غیر محرم عورت کا ذکر مردوں کے مجمع میں کیا جائے۔ وغیرہ

(۴) سُننے والے میں خرابی ہو کہ اس پر شہوت غالب ہو اور اس کی عمر عین بہار جوانی ہو۔

(۵) سُننے والا عام لوگوں میں سے ہو [۱]

اس موضوع کے آخر میں ایک جامع حدیث مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لیجئے:

عن ابو ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذا اتُّخِذَ الفَئُ دولاً والامانۃ مغنماً والزکوٰۃ مغرماً وتعلّم لغیر الدّین واطاع الرّجل امرأتہٗ وعقّ اُمّہٗ وادنیٰ صدیقہٗ واقصٰی اباہ وظھرت الاصوات فی المساجد۔ الخ [۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مالِ غنیمت کو شخصی دولت بنا لیا جائے اور جب لوگوں کی امانت کو تاوان سمجھا جانے لگے اور جب علمِ دین کو دُنیا طلبی کے لیے سیکھا جانے لگے اور جب مرد اپنی بیوی کی اطاعت (فرمانبرداری) اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے، اور دوست کو اپنے قریب کرے اور باپ کو دُور رکھے اور مسجدوں میں شور و غل ہونے لگے اور قبیلہ کا سردار وہ بن بیٹھے جو ان میں سے فاسق اور بدکردار ہو، اور جب قوم کا سردار وہ بن جائے جو ان میں بدترین آدمی ہو، اور جب شریر آدمیوں کی عزت ان کے شر سے کی جانے لگے اور جب گانے والی عورتوں اور باجوں گاجوں کا رواج عام ہو جائے اور جب شرابیں پی جانے لگیں اور اس اُمّت کے آخری لوگ

---

[۱] ترجمہ احیاء العلوم جلد ۲ از صد ۳۸۵ تا صد ۴۰۲۔

[۲] رواہ الترمذی وقال ھٰذا حسنٌ غریبٌ؛

پہلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اُس وقت تم انتظار کرو ایک سُرخ آندھی کا، اور زلزلہ کا، اور زمین خسف ہوجانے (دھنس جانے) کا، اور صورتیں مسخ ہوجانے (بدل جانے) کا، اور قیامت کی ایسی نشانیوں کا جو یکے بعد دیگرے اِس طرح آئیں گی جیسے کسی ہار کی لڑی ٹوٹ جائے تو اس کے دانے بیک وقت بکھر جاتے ہیں۔"

**لغات** : مزامیر، ساز، ملاھی۔ کھیل کی چیزیں، آلات ملاحی۔ سامان موسیقی ¹

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ؎

کسانے کہ یزداں پرستی کُنند
بر آواز دُولاب مستی کُنند

یعنی جو لوگ اخلاص کے ساتھ دِل سے خدا کے عبادت گزار بندے ہیں وہ تو اتفاقیہ طور پر رہٹ کی آواز سُننے پر بھی وجد میں آجایا کرتے ہیں"۔
ایسے حضرات کو مزامیر اور سازوں کی بھلا کیا ضرورت ہے، یہ تو حال و کیف کی بات ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک باطنی معاملہ ہے۔ وہاں ایسی محفلیں سجانے اور ان کا اہتمام کرنے، غیر شرع لوگوں کو ان میں بٹھانے اور غیر شرع قوالوں سے آرمونیا و رباب، پر قوالی سننے کی بھلا کیا ضرورت پڑی ہے ــــ۔

**سماع** : اصل میں سلف صالحین کے طریقہ مبارکہ کے مطابق سماع تو قرآن پاک کا ہے کہ کسی قاری صاحب سے قرآن کا سماع کرے، لُطف آتا ہے کہ نہیں۔ قرآن کے سماع پر انکسار و آبدیدہ ہونے کی تو خود قرآن پاک نے تحسین فرمائی ہے اور پھر اس کے بعد سماع ہے

¹ غیاث اللغات، مصباح اللغات ؛



سادہ طریقہ پر بغیر کسی ساز باز کے باشرع و باسُنّت، پابندِ صوم و صلوٰۃ نعت خوان سے نعتہائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ حضرت جامی صاحب و اعلیٰحضرت، و دیگر حضرات عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام کتنا وجد و کیف آور ہے۔ اور اگر معاذ اللہ، ان میں کیف نہیں تو پھر کیا ڈھولوں کی آوازوں ہی میں کیف رکھا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا ہدایت دے، آمین!

وما علینا الا البلاغ المبین۔

---

## بقیہ : تفسیر القرآن

کا علم نہ تھا (معاذ اللہ) جو پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں، آج کل کے یہ مولوی شرک کو زیادہ جانتے ہیں، خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ان مولویوں کے فتووں سے محفوظ رکھے جنہوں نے اس قسم کے فتوے دے کر مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کر دیا ہے۔
ثواب کی خاطر یہ چند سطور سوالات کے جواب میں لکھ دیں کہ شاید حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے افتراق کم ہو اور تحقیق و جستجو کی آرزو پیدا ہو، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

از جناب حضرت مولانا قاضی محمد اشرف جیبی صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**صوفی اور غیر صوفی میں فرق :** مرید کے لیے یہ امر قبیح ہے کہ وہ صوفیاء کے مذہب کے سوا کسی اور مذہب کی طرف منسوب ہو اور اگر کوئی صوفی صوفیاء کے طریقہ کو چھوڑ کر مختلف مذاہب میں سے کسی اور مذہب کی طرف منسوب ہو تو اس کا سبب صوفیاء کے طریقے سے جہالت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ صوفیاء کے مسائل کے دلائل دیگر مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ واضح ہیں اور ان کے مذہب کے اصول دیگر مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہیں۔ دیگر لوگ یا تو نقل روایت کے مالک ہیں یا عقل و فکر کے مالک، مگر اس گروہ کے شیوخ ان سب چیزوں سے بلند ہیں کیونکہ جو چیز اوروں کے لیے غیب ہے وہ ان کے لیے ظاہر چیز ہے، اور جو معرفت کے امور لوگ حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ ان کے لیے حق تعالیٰ کی طرف سے موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ اہلِ وصال ٹھہرے اور وہ لوگ اہلِ استدلال۔[1]

**صوفی کا مطلب :** کسی علم میں اس کے معنے نہیں پائے جاتے مگر

[1] رسالہ قشیریہ صفحہ ۶۸۸ ؛